باب
12

جمہوری اور قومی انقلابات: سترھویں، اٹھارویں اور انیسویں صدی

جدید دنیا۔ایک تعارف

موجودہ دور میں ہم ایک ایسی دنیا میں زندگی گزار رہے ہیں جہاں کرہ ارض کے ہر حصے کے تمام ممالک ہر وقت ایک دوسرے سے مسلسل ربط میں ہیں۔آپ کسی اخبار کے کھیلوں کے صفحے کو دیکھیں تو نظر آتا ہے کہ ہندوستانی ٹیمیں دنیا کے مختلف ملکوں کی ٹیموں سے کسی نہ کسی ملک میں کھیل رہی ہیں۔اگر آپ اپنی روزمرہ کی استعمال کی اشیاء کو دیکھیں چاہے وہ ٹوتھ پیسٹ ہو یا موبائیل، بس ہو یا کھانے پینے کی اشیاء، تو آپ کو نظر آئے گا کہ ان میں سے کئی ایسی ہیں جو دور دراز ملکوں میں تیار کی گئی ہیں۔ہم جو لباس پہنتے ہیں، ہم جو فلمیں دیکھتے ہیں یہاں تک کہ جو غذائیں ہم کھاتے ہیں وہ بھی آج کل عالمی رجحانات سے کافی متاثر ہوتی ہیں۔ ہمارے کسان جن قیمتوں پر ڈیزل یا کھاد وغیرہ خریدتے ہیں یا جس قیمت پر وہ اپنی پیداوار کو فروخت کرتے ہیں وہ بھی عالمی مارکٹ کی قیمتوں پر انحصار کرتی ہیں۔ملٹی نیشنل کمپنیاں ہندوستان میں اپنے کارخانے اور دفاتر قائم کر رہی ہیں اور ہندوستانی کمپنیاں بھی دیگر ملکوں میں اپنے کارخانے اور دفاتر قائم کر رہی ہیں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ آج کل ہم ایسی دنیا میں زندگی بسر کر رہے ہیں جو ایک دوسرے سے کافی مربوط ہے۔یہ حقیقت ہے کہ انسانی تاریخ میں مختلف ملکوں کے لوگ کسی نہ کسی شکل میں ایک دوسرے سے ربط میں ہوتے تھے۔لوگ زرخیز زمینوں کی تلاش میں یا قحط اور بیماریوں سے بچنے کے لئے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے تھے۔ملاحوں نے سمندروں کو عبور کیا، سیاحوں، زائرین اور تاجروں نے بلند و بالا کوہستانوں، صحراؤں اور دریاؤں کو پار کیا تا کہ نئے لوگوں اور نئی زمینوں تک پہنچ سکیں۔بادشاہوں اور افواج نے اپنی سلطنتوں کو وسیع کرنے کی خاطر نئے علاقوں کو فتح کیا۔مذہبی علماء، اسکالروں اور فنکاروں نے بھی اپنے خیالات، تصورات اور تعلیمات کی ترویج و اشاعت اور نئے علوم کو سیکھنے کے لئے دور دراز مقامات کا سفر کیا۔اس طرح دنیا کے مختلف ملکوں کے لوگوں کو ایک دوسرے سے واقف ہونے کا موقع حاصل ہوا۔گذشتہ چند صدیوں کے دوران دنیا کے مختلف حصوں کے درمیان روابط بہت زیادہ بڑھ چکے ہیں۔لہٰذا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ آج کل ہم ایک عالمی گاؤں (Global Village) میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ایک ایسا گاؤں جس میں ہر ایک دوسرے سے یا تو اچھی طرح واقف ہے یا پھر ایک دوسرے سے قریبی رابطہ کر سکتا ہے۔

لیکن دنیا کے ملکوں کے درمیان یہ رابطے اور قربتیں اسفار اور زیارتوں کی سادہ اور خوشگوار کہانی نہیں تھی۔ بلکہ دنیا کا یہ سفر جنگوں، فتوحات، غلام بنانا، لاکھوں لوگوں کی ایک جگہ سے دوسری جگہ کو جبری منتقلی، جنگلات اور دیگر قدرتی وسائل کی شدید تباہی، ایک ملک کا دوسرے پر تسلط، آزادی کے لئے جدوجہد اور جنگوں سے عبارت ہے۔

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لئے ہے 2020-21

جماعت نہم اور دہم میں ہم پڑھیں گے کہ یہ جدید دنیا کیسے وجود میں آئی، اس جدید دنیا کے اہم تصورات اور محرکات کیا ہیں اور ہم آج جس دنیا کا مشاہدہ کر رہے ہیں اس کو تشکیل دینے میں دنیا کے مختلف علاقوں نے کیسے شرکت کی۔

مشغلہ۔1

آیئے ایک سادہ سے مشغلے کے ذریعے اس بات کو شروع کرتے ہیں۔ اپنی جماعت کو پانچ یا چھ طلباء پر مشتمل چند گروپوں میں تقسیم کیجئے۔ ایک گلوب لیجئے جس میں دنیا کے براعظموں اور مختلف ملکوں کی نشاندہی کی گئی ہو۔ اگر آپ کو گلوب میسر نہ ہو تو دنیا کا نقشہ یا اٹلس استعمال کریں۔ ایک اخبار لیجئے اور اس کا ایک ایک صفحہ ایک گروپ کو دیجئے۔ ان صفحات میں موجود ساری خبروں کا مشاہدہ کیجئے اور ان ملکوں کے نام نوٹ کیجئے جہاں پر وہ واقعات پیش آئے ہوں جن کا ذکر خبروں میں ہے۔ گلوب یا نقشے پر ان ملکوں کی شناخت کیجئے اور ان براعظموں کی بھی شناخت کیجئے جن میں یہ ملک واقع ہیں۔ اسی طرح تمام اشتہارات پر غور کیجئے اور دیکھئے کہ ان میں کسی دوسرے ملک کا ذکر تو نہیں ہے۔ ایسے ممالک اور براعظموں کی بھی شناخت اسی طرح کیجئے۔

ان فہرستوں کو تمام گروپوں کے ساتھ شیئر کیجئے۔ اب ان ملکوں کے نام نوٹ کیجئے جن کا ذکر اخبار میں متعدد بار آیا ہو۔ دیگر نقشوں اور انٹرنیٹ کی مدد سے ان ملکوں کے بارے میں تفصیلات اکٹھا کیجئے۔ اور ہر گروپ کسی ایک ملک کی تفصیلات پر مشتمل ایک پوسٹر تیار کرے۔

SCERT TELANGANA

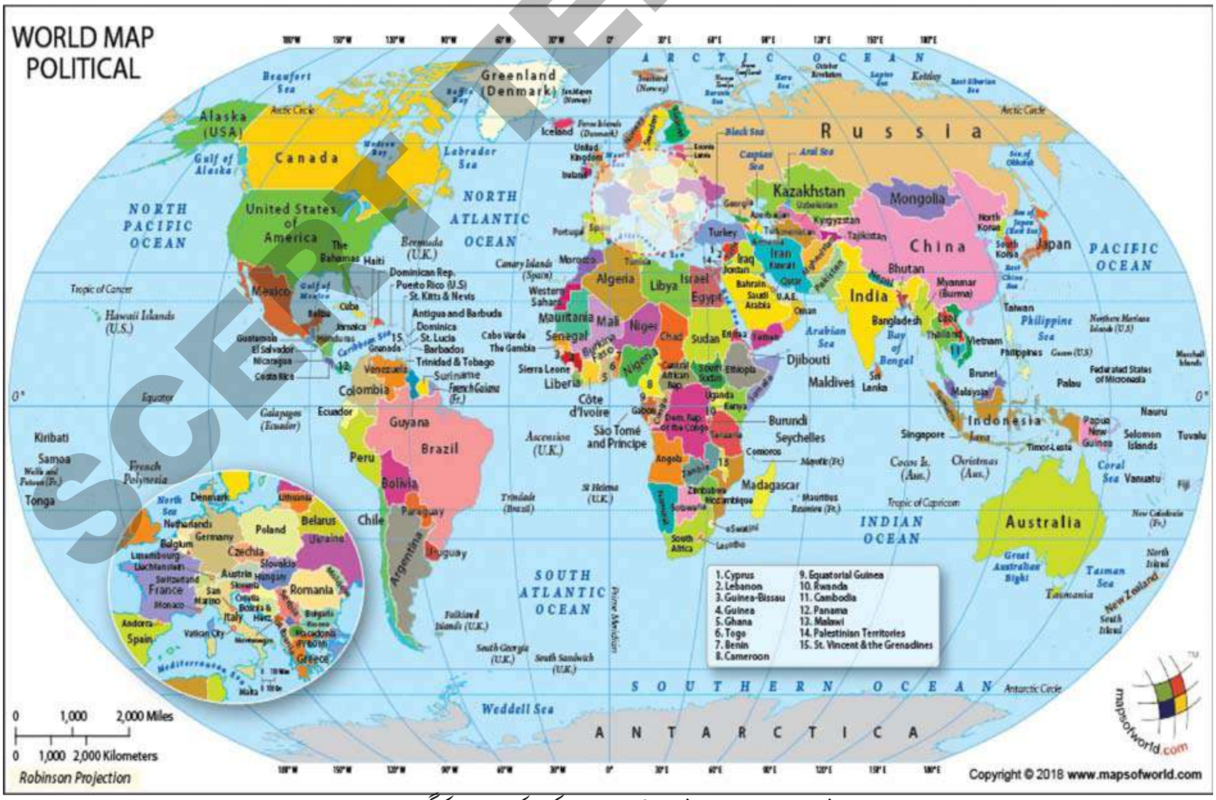

نقشہ۔1 : دنیا کا نقشہ، جس میں اہم ملکوں کی نشاندہی کی گئی ہے

تبدیلیاں جن کی وجہ سے جدید دنیا وجود میں آئی

لگ بھگ 1450ء سے ساری دنیا کے ارتباط میں تیز رفتاری سے اضافہ ہوا۔اس کے ساتھ ہی لوگوں کے کام کرنے،سوچنے اور حکمرانی کے انداز میں تبدیلیاں آئیں۔ان میں کئی تبدیلیوں نے جدید دنیا کی کلیدی خصوصیات کی ترقی کا ذریعہ بنیں۔مثال کے طور پر آج کل ہمارے استعمال کی اکثر اشیاء بڑے پیانے پر کارخانوں میں مشینوں کے ذریعے تیار کی جاتی ہیں اور ہم انہیں مارکٹ سے خریدتے ہیں۔یہاں تک کہ زراعت میں پیداوار اور اسکی مارکٹ میں فروخت کیلئے جدید طریقے اور مشینیں استعمال کرتے ہیں۔یہ ایک بڑی تبدیلی کا نتیجہ ہے جسے ہم **''صنعتی انقلاب''** کے نام سے جانتے ہیں۔دوسری تبدیلی یہ کہ موجودہ دور میں اکثر ملکوں میں بادشاہوں یا ملکاؤں کی حکومت نہیں ہے بلکہ جمہوری طور پر منتخب حکومتیں ہیں جو اپنے ملک کے عوام کے آگے جوابدہ ہوتی ہیں۔یہ اس تبدیلی کا نتیجہ ہے جسے ہم **''جمہوری انقلاب''** کہتے ہیں۔تیسری اہم تبدیلی لوگوں کے طرز فکر اور دنیا کو سمجھنے کے انداز میں ہوئی۔موجودہ دور میں ہم لوگ سائنس،منطق اور دلیل کو اہمیت دیتے ہیں اور کسی کی بھی کہی ہوئی بات کو بغیر اس پر سوال کئے قبول نہیں کرتے۔سائنسی طریقوں اور منطق کو استعمال کرتے ہوئے لوگ اپنے اطراف واکناف کی اشیاء، زمین،کائنات،زندگی،جسم انسانی،اپنے احساسات اور یہاں تک کہ خیالات کو بھی سمجھنے کی کوشش کررہے ہیں۔یہ نتیجہ ہے اس تبدیلی کا جسے ہم **''سائنسی انقلاب''** کے نام سے جانتے ہیں۔

البتہ گذشتہ چند صدیوں کے دوران بعض ملکوں نے دنیا کے دوسرے ملکوں پر قبضہ کرنا اور ان کا استحصال کیا۔مثال کے طور پر ہندوستان ایک دور دراز یوروپی ملک برطانیہ کی نوآبادی بن گیا۔بعض یوروپی ممالک جیسے برطانیہ،فرانس،ہالینڈ اور اسپین وغیرہ نے افریقہ،ایشیاء،جنوبی اور شمالی امریکہ کے بڑے حصوں پر اپنا تسلط قائم کیا۔جس کی وجہ سے ان ملکوں میں رہنے والے لوگوں کی زندگیوں میں جبری تبدیلی واقع ہوئی۔جسے **''نوآبادیت''** کا نام دیا گیا۔

نوآبادیوں کے عوام نے آزادی کے لئے جدوجہد کی اور جدید دنیا کی تاریخ اکثر ان ہی جدوجہدوں سے بھری ہے۔دنیا کے تمام ملکوں میں غریب اور مظلوم عوام مساوی حقوق،مواقع اور محنت کے ذریعے دولت میں اپنی حصہ داری کے لئے جدوجہد کررہے ہیں۔آزادی، مساوات اور وقار کے لئے کی جانے والی یہ جدوجہدیں بھی جدید تاریخ کی اہم خصوصیات میں سے ایک ہیں۔

درج ذیل ابواب میں ہم ان تمام خصوصیات اور 1750 عیسوی کے بعد جدید دنیا کے قیام کا مطالعہ کریں گے۔

ابتدائی جدید دور

1450ء اور 1750ء کے درمیان کا دور ابتدائی جدید دور کہلاتا ہے جس کے دوران دنیا کے مختلف حصوں میں مذکورہ بالا خصوصیات کی ترقی شروع ہوئی۔مثال کے طور پر ہندوستان،چین،عرب ملکوں کے تاجر کافی عرصے سے سمندری راستے کے ذریعے دیگر ملکوں کو سامان

SCERT TELANGANA

تجارت لے جایا کرتے تھے۔ لگ بھگ 1492ء میں ایک اطالوی ملاح کرسٹوفر کولمبس جنوبی امریکہ پہنچ گیا اور موثر طریقے سے ایک براعظم کی دریافت کی جس سے اس وقت تک اکثر یوروپی ناواقف تھے۔ جس کی وجہ سے جنوبی اور شمالی امریکہ میں نوآبادیت کا آغاز ہوا۔ اسی طرح ایک پرتگالی ملاح واسکوڈی گاما نے 1498ء میں ہندوستان کا سمندری راستہ دریافت کیا اس نے افریقہ کا چکر کاٹتے ہوئے یہ سفر کیا۔ اس راستے کی دریافت سے یوروپی جہازوں کو نہ صرف افریقہ کے علاقوں اور ہندوستان سے تجارت کی راہ ہموار ہوئی بلکہ وہ اسی سمندری راستے سے چین کا سفر کرنے لگے۔ یہ تبدیلیاں دنیا کے تمام براعظموں کے درمیان تجارت ومبادلے کے میدان میں عظیم بلندیوں کو پہنچنے کا باعث بنیں۔ جس کے نتیجے میں دنیا بھر میں متمول تاجروں کے ذریعے عظیم شہر وجود میں آئے۔ تجارت کی ترقی اور پھیلاؤ بین الاقوامی بازاروں کے لئے زراعت اور صنعت وحرفت کی پیداوار میں اضافہ کا محرک بنا۔

اسی طرح کی ایک اور تبدیلی یہ واقع ہوئی کہ وسیع وعریض سلطنتوں اور شہنشاہیتوں کا عروج ہوا جن میں اقتدار چند لوگوں کے ہاتھوں میں مرکوز ہوتا تھا۔ ان کے یہاں طاقتور فوجیں اور عہدیدار ہوا کرتے تھے جو ملک میں امن وامان کی برقراری اور ٹیکسوں کی وصولی کے ذمہ دار تھے۔ ان شہنشاہوں نے چھوٹے مقامی بادشاہوں اور جاگیرداروں کو مقرر کرنے کی کوشش کی جنھیں خودمختاری دی جاتی تھی۔ اسکی وجہ سے ملکوں کا اتحاد ہوا اور عمومی انتظامی نظام کو ترقی حاصل ہوئی۔ مثال کے طور پر ہندوستان میں مغلیہ حکومت نے ایک طاقتور مرکزی حکومت اور نظم ونسق کے نظام کو ترقی دی۔ چین، ایران، ترکی اور یوروپ کے کئی علاقوں میں اسی طرح کی سلطنتیں قائم ہوئیں۔

ابتدائی جدید دور میں مختلف میدانوں میں عظیم ترقیاں ہوئیں خصوصاً سائنس (خاص کر علم فلکیات)، ریاضی، فلسفہ وغیرہ کے میدانوں میں۔ اس دور میں چین، ہندوستان، عرب اور یوروپی ممالک کے سائنسدانوں کے مشاہدات اور تخمینوں کو جمع کیا گیا اور ان کا مطالعہ کیا گیا۔ گیلی لو جیسے عظیم سائنسدانوں نے کئی برسوں کی کاوشوں اور جدوجہد کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا کہ سورج شمسی نظام کا مرکز ہے اور زمین اور دیگر سیارے اس کے اطراف گردش کررہے ہیں۔ عظیم ریاضی دانوں جیسے نیل کنٹھ سومیاجی، ڈیسکارٹیس، نیوٹن وغیرہ نے ستاروں اور سیاروں کی حرکات کا مطالعہ کرنے کے نئے طریقوں کو فروغ دیا۔

ابتدائی جدید دور کا تصور انسانی آزادی اور مساوات کے تصور سے مربوط ہے۔ مختلف ملکوں میں اسکی مختلف شکلیں تھیں۔ اس کا بڑا اثر عوام کی مذہبی فکر پر پڑا جسکی وجہ سے عوام نے ہٹ دھرمی، تنگ نظری، مذہبی رہنماؤں کے تسلط اور قدیم مذہبی فکر کی رسوم پرستی کے خلاف بغاوت کی اور اس بات کے معترف ہوئے کہ تمام انسان بلاامتیاز پیدائش وسماجی مرتبہ خدا تک پہنچ سکتے ہیں۔ فن کے میدان میں یہ تبدیلیاں انسانوں اور اپنے اطراف موجود دنیا کی حقیقی عکاسی کی صورت میں ظاہر ہوئی خصوصاً مصوری کے میدان میں۔ ابتدائی جدید دور میں ہوئی ان تمام تبدیلیوں نے جدید دور کی عظیم ترقیوں کی راہ ہموار کی جن کے بارے میں آپ اب پڑھیں گے۔

SCERT TELANGANA

موجودہ دور میں ہم جمہوری طرز حکومت کے تصور سے واقف ہیں جس میں باقاعدہ وقفوں سے انتخابات ہوتے ہیں اور منتخبہ نمائندے قانون سازی کرتے ہیں اور حکومت چلاتے ہیں۔ایسی طرز حکومت میں تمام شہریوں کو بنیادی حقوق حاصل ہوتے ہیں۔تمام شہریوں کے ساتھ قانون مساوی سلوک کرتا ہے۔لیکن معلوم ہو کہ قدیم دور میں اس قسم کی جمہوری حکومتیں نہیں ہوا کرتی تھیں۔ملکوں پر بادشاہوں یا شہنشاہوں کی حکومت ہوا کرتی تھی۔وہاں قانون بنانے کا اختیار بادشاہوں/شہنشاہوں کو ہی تھا۔سماج اعلیٰ اور ادنیٰ طبقات یا ذاتوں میں منقسم تھا۔جس میں ہر ایک کے علاحدہ علاحدہ مراعات اور ذمہ داریاں تھیں۔اس باب میں ہم پڑھیں گے کہ کیسے عوام نے جمہوری سیاسی نظاموں کو قائم کرنے کی جدو جہد کی اور سماجی مساوات کے مقصد کو حاصل کیا۔

یورپ کے دیگر ملکوں کی طرح انگلینڈ میں بھی 17 ویں صدی عیسوی کی ابتداء میں بادشاہوں اور ملکاؤں (Queens) کی حکومت تھی۔ اس وقت انگلینڈ میں ٹیوڈر خاندان کی حکمرانی تھی اور پوپ رومن کیتھولک چرچ کا سربراہ ہوا کرتا تھا۔ٹیوڈر بادشاہوں نے پوپ کی برتری اور اختیارات کو تسلیم کرنے سے انکار کردیا۔یہ ایک معنوں میں برطانوی قومیت کی ابتداء تھی کہ انگلینڈ کو پوپ اور رومن کیتھولک چرچ سے تسلط سے آزاد ہونا چاہیے۔اسی دوران پارلیمنٹ اور بادشاہ کے درمیان ایک نیا تنازعہ شروع ہوا کہ سلطنت میں ان دونوں میں کون زیادہ اختیارات کا مالک ہے؟ پارلیمنٹ میں زمینداروں اور تاجر طبقے کے نمائندوں کی اکثریت تھی اور کسی ٹیکس کو عائد کرنے اور قانون کی منظوری کے لیے بادشاہ کو پارلیمنٹ کی منظوری ضروری تھی۔آیئے دیکھتے ہیں کہ کس طرح اس تنازعہ سے انگلینڈ میں جمہوری حکومت کے قیام کی راہ ہموار ہوئی۔

اگر ہم پر بادشاہوں کی حکومت ہوتی تو ہماری زندگیاں کیسے مختلف ہوتی تھیں؟

☆ اگر تمام لوگ قانون کے آگے مساوی رتبہ کے حامل نہ ہوں اور بعض کو دوسرے لوگوں کو قتل کرنے کا خصوصی حق ہو تو کیا ہوگا؟

انگلینڈ۔خانہ جنگی اور شاندار انقلاب (Civil War and Glorious Revolution):

1603ء میں ٹیوڈر خاندان کی آخری ملکہ کے انتقال کے بعد اسٹیوارٹ خاندان کا جیمس اول انگلینڈ کا بادشاہ بنا۔وہ پسند نہیں کرتا تھا کہ پارلیمنٹ اس سے جواب طلب کرے۔اس کا ایقان تھا کہ بادشاہ کو مکمل اختیارات خدا کی طرف سے عطا ہوتے ہیں۔اس لیے بادشاہ کو حکومت کرنے کا الوہی حق حاصل ہوتا ہے۔اس لیے اس کا ماننا تھا کہ بادشاہ پر پارلیمنٹ کا کنٹرول نہ ہو۔

چارلس اول

جیمس اول کے بعد چارلس اول تخت نشین ہوا۔چارلس اول نے پارلیمنٹ کو تحلیل کر دیا اور گیارہ سال تک بغیر پارلیمنٹ کے حکمرانی کی۔لیکن 1640ء میں اسے جنگوں کے لیے رقم کی ضرورت پڑی۔لہٰذا وہ خصوصی گرانٹ حاصل کرنے کے لیے پارلیمنٹ کو طلب کرنے پر مجبور ہو گیا۔یہ پارلیمنٹ مسلسل 20 سال 1640ء سے 1660ء تک جاری رہی۔اس لیے اسے طویل پارلیمنٹ کہا جاتا ہے۔

طویل پارلیمنٹ نے بادشاہ اور اسکے وزیروں کی مطلق العنانی پر کنٹرول کرنے کا فیصلہ کیا۔اس پارلیمنٹ نے چارلس اول کے وزیروں اور عہدیداروں کو سزائیں دیں۔اس نے بادشاہ کی قائم کردہ خصوصی عدالتوں کو برخواست کر دیا۔چارلس اول نے پارلیمنٹ میں داخلی اختلافات کا فائدہ اٹھانے

SCERT TELANGANA

کی کوشش کی۔ پارلیمنٹ کے حامیوں اور بادشاہ کے حامیوں کے مابین خانہ جنگی کا آغاز ہوا۔ جو پانچ سال تک چلتی رہی۔ آخر کار چارلس اول کو شکست ہوئی اور 1649ء میں اسے پھانسی دے دی گئی۔ اور انگلینڈ ایک جمہوریہ بن گیا۔

البتہ جمہوری حکومت کا یہ تجربہ کامیاب اور مستقل ثابت نہ ہوا۔ 1688ء میں ولیم آرنج اور اسکی بیوی (چارلس اول کی نواسی) کو پارلیمنٹ نے انگلستان کے تخت کو قبول کرنے کی دعوت دی۔ اس نئے نظام حکومت میں وزراء پارلیمنٹ کو جوابدہ تھے اور بادشاہ کے اختیارات محدود کردئے گئے تھے۔ یہ انگلینڈ میں پارلیمانی جمہوریت کی ابتداء تھی۔ اب بادشاہ کا اختیار الوہی نہیں تھا بلکہ پارلیمنٹ کا عطا کردہ تھا۔ یہ تمام تبدیلیاں خون کا ایک قطرہ بہائے بغیر یا ایک بھی گولی چلائے بغیر لائی گئیں۔ اسی لیے اس کو **شاندار انقلاب یا غیر خونی انقلاب** کہا جاتا ہے۔

شاندار انقلاب نے بادشاہ یا قدیم زمینداروں کے اختیارات کا خاتمہ نہیں کیا، البتہ اس نے مختلف اکائیوں میں اختیارات کی تقسیم کے نظام کو تشکیل دیا۔ دھیرے دھیرے اختیارات ایوان عام (House of commons) کے ہاتھوں میں منتقل ہوگئے جو اوسط طبقے کی نمائندگی کرتا تھا۔

اس دور میں صرف صاحب جائداد افراد کو پارلیمانی انتخابات میں ووٹ دینے کا حق حاصل تھا۔ مختلف علاقوں میں نشستوں کی تقسیم آبادی کے اعتبار سے نہیں تھی۔ جس کے نتیجے میں کئی کم آبادی والے علاقوں کو زیادہ نشستیں حاصل تھیں جبکہ کئی کثیر آبادی والے علاقوں کو ایک بھی نشست نہیں دی گئی۔ انگلینڈ کے عام لوگوں نے ووٹ کے حق اور نظام میں تبدیلی کا مطالبہ کرنا شروع کیا۔ 1832ء میں رائے دہی کے حق کو مزید لوگوں تک وسعت دی گئی اور انتظامی نظام کی چند بے قاعدگیوں کو دور کیا گیا۔ اس طرح رائے دہی کا حق دھیرے دھیرے سماج کے تمام طبقات کو دیا گیا اور آخر کار 1928ء میں تمام بالغ افراد کو دیا گیا۔ بہرحال انگلینڈ میں پارلیمانی طرز کی حکومت بتدریج ارتقاء پائی۔

امریکہ کی آزادی (American Independence) (1774-1789):

1492ء میں کولمبس کے براعظم امریکہ کو دریافت کرنے کے بعد 18ویں صدی عیسوی کے وسط میں انگلینڈ نے شمالی امریکہ کے مشرقی ساحل پر اپنی نوآبادیاں قائم کرلیں۔ امریکہ کی تیرہ ریاستیں انگلینڈ کی نوآبادیاں بن گئیں۔ ان میں سے اکثر پر انگلینڈ کے عوام کا قبضہ تھا جو انگلینڈ سے امریکہ آکر سکونت پذیر ہوگئے اور وہاں کاشتکاری، تجارت اور چھوٹے کارخانے چلانے لگے تھے۔ انگلینڈ کی پارلیمنٹ ان امریکی ریاستوں کی نوآبادیوں پر اپنے اختیارات چلاتی تھی لیکن ان ریاستوں کے عوام کو پارلیمنٹ کے انتخابات میں ووٹ دینے کا حق نہیں تھا۔

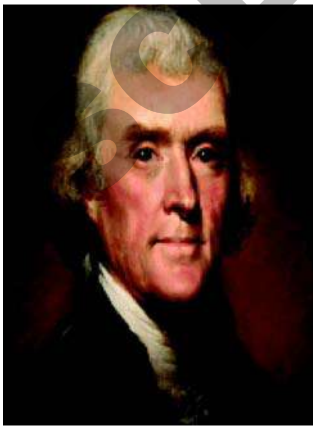

تھامس جیفرسن

1750ء کے عشرے تک امریکی کالونیاں زیادہ تر چھوٹے اور اوسط درجے کے کسانوں سے آباد تھیں جو زمینوں کے مالک بھی تھے اور خود ہی کاشتکاری بھی کرتے تھے۔ ان نوآبادیوں میں کثیر تعداد میں دستکار اور تاجر بھی تھے۔ البتہ ان نوآبادیوں میں ہندوستان یا یورپ کی طرح طاقتور زمیندار اور شاہی خاندان کے لوگ نہیں تھے۔ اس لیے وہاں عوام کے مابین کسی درجے میں مساوات موجود تھی۔ اس کے علاوہ وہاں کسی ایک مذہب کو مکمل غلبہ بھی نہیں تھا۔ حالانکہ لوگوں کی اکثریت عیسائیوں کی تھی لیکن وہ مختلف فرقوں سے تعلق رکھتے تھے اور اپنے اپنے چرچ رکھتے تھے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہاں کے کلیسا کے عہدیدار یورپ کے اہل کلیسا کے مساوی اختیارات اور سماجی مرتبہ کے حامل نہیں تھے۔ کئی مشہور امریکیوں

SCERT TELANGANA

نے امریکہ میں سماجی مساوات کی ترغیب دی اور اسے قائم کرنے کی کوشش کی۔ان میں سے کئی جیسے ٹام پین اور تھامس جیفرسن نے سیاسی مساوات اورعوام کی آزادی فکر کے لیے سرگرم جدوجہد کی۔درحقیقت ان کی تحریروں سے ہمارے بعض عظیم قائدین جیسے جیوتی با پھولے کوترغیب ملی کہ وہ سماجی انصاف اور مساوات کے لیے جدوجہد کریں۔

برطانوی پارلیمنٹ اکثر و بیشتر ایسے قوانین منظور کرتی تھی جونوآبادیوں کے امریکی عوام سے زیادہ انگریز تاجروں اورکارخانوں کے مفاد میں ہوں۔اس لیے امریکی نوآبادیوں نے ''بغیر نمائندگی کے کوئی محصول نہیں'' کا نعرہ بلند کیا۔1774ء میں بارہ نوآبادیوں کے نمائندوں نے انگلینڈ کے خلاف احتجاج کرنے کے لیےفلاڈلفیا میں ایک کانگریس منعقد کی۔انہوں نے بادشاہ جارج سوم سے درخواست کی کہ ان کے سابقہ حقوق بحال کئے جائیں۔لیکن بادشاہ نے ایسا کرنے سے انکار کردیا اورنوآبادیوں کو کچلنے کی کوشش کی۔جس کے نتیجے میں برطانوی اورامریکی فوجیوں کے درمیان مسلح جھڑپیں شروع ہوئیں۔

دوسری کانگریس نے بھی کسی پرامن حل تک پہنچنے کی کوشش کی۔انہوں نے بادشاہ سے اپیل کی کہ انکی اجازت کے بغیران پرکوئی ٹیکس عائد نہ کیا جائے۔بادشاہ نے اس بات کوبغاوت قراردیا اوراپریل 1775ء میں جنگ کا اعلان کیا۔آخرکار اکٹوبر 1781ء میں امریکیوں نے فرانس کی فوجی مدد سے اس جنگ میں فتح حاصل کی۔امریکہ کی جنگ آزادی کا اختتام 1783ء میں پیرس معاہدہ پرانگلینڈ کے دستخط کرنے کے بعد ہوا۔انگلینڈ نے امریکہ کی تیرہ نوآبادیوں کی آزادی کوتسلیم کرلیا۔

امریکہ کی آزادی کا اعلان نامہ (The Declaration of American Independence):

آزادی کے اعلان نامہ کو 4/جولائی 1776ء کوفلاڈلفیا کی تیسری کانگریس کے دوران منظور کیا گیا۔تھامس جیفرسن اس اعلان نامہ کا اہم مصنف تھا۔اس میں اعلان کیا گیا کہ تمام انسان مساوی تخلیق کئے گئے ہیں اورخالق نے انہیں بعض حقوق عطا کئے ہیں جنہیں چھینا نہیں جاسکتا،جس میں حق زندگی ، آزادی اور خوشیوں کے حصول کا حق بھی شامل ہے۔1789ء میں ریاستہائے متحدہ امریکہ کی حکومت نے ایک جمہوری دستورکومنظور کیا۔یعنی اب ریاستہائے متحدہ امریکہ پر بادشاہوں کی حکمرانی نہیں ہوسکتی بلکہ عوام کے منتخب نمائندوں کی حکومت ہوگی۔

جمہوریہ (Republic): جہاں مملکت کا سربراہ جمہوری طریقے سے منتخبہ صدر ہوتا ہے نہ کہ بادشاہ۔

کانگریس (Congress): کسی گروپ کے ارکان یا نمائندوں کا رسمی اجلاس یا اجلاسات جس میں کسی معاملہ پر گفت وشنید ہوتی ہے۔

☆ انگلینڈ اورامریکہ کے انقلابات کے نتائج کا تقابل کیجیے۔کس نے حکومت کے بالکلیہ نئے اصولوں کی تشکیل کی کوشش کی؟

☆ کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ تھامسن جیفرسن کے بنائے ہوئے حقوق موجودہ نسل کے لیے ضروری ہیں؟ بحث کیجیے۔

فرانسیسی انقلاب (French Revolution) :

1774ء میں لوئی سولہ فرانس کا بادشاہ بنا۔لوئی سولہ نے دیکھا کہ ملک کا خزانہ خالی ہے۔طویل مدتی جنگوں نے فرانس کے مالی وسائل کو کافی نقصان پہنچایا تھا۔اس کے علاوہ ورسیلز کے شاندار محل میں دربار کے انتظام کے اخراجات بھی کافی زیادہ تھے۔لوئی سولہ کی حکمرانی کے دور

SCERT TELANGANA

میں فرانس نے امریکہ کی نوآبادیوں کی انگلینڈ سے آزادی حاصل کرنے میں مدد کی کیونکہ انگلینڈ ان دونوں کا مشترکہ دشمن تھا۔اس جنگ نے مالی بدحالی کو اور بڑھا دیا۔ریاست کو اپنی روزمرہ ضروریات کی تکمیل جیسے دربار کا نظم،فوج کا انتظام اور سرکاری ادارے یا جامعات چلانے کے لیے ٹیکسوں میں اضافہ کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔اس کے باوجود وہ رقم ناکافی تھی۔

سماجی و معاشی حالات:

18ویں صدی عیسوی میں فرانس کا سماج تین طبقوں میں منقسم تھا۔پہلا طبقہ اہل کلیسا کا تھا،دوسرا اشرافیہ اور امراء کا تھا اور تیسرا طبقہ سماج کے باقی افراد جیسے تاجر،وکلاء، کسان،مزدور اور غلاموں پر مشتمل تھا۔کسان فرانس کی آبادی کا 90 فیصد تھے۔لیکن ان میں بہت کم لوگوں کے پاس کاشتکاری کے لیے ذاتی زمینات تھیں۔تقریباً 60% زمین کے مالک اہل کلیسا اور تیسرے اسٹیٹ کے دولت مند ارکان تھے۔

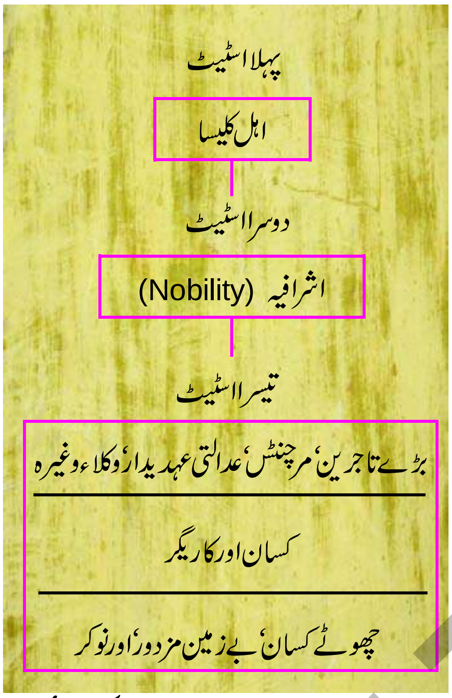

اسٹیٹ کی سوسائٹی A Society of State

اعلیٰ درجے کے دو اسٹیٹس کے ارکان یعنی اہل کلیسا اور اشرافیہ کو سماج میں کئی مراعات حاصل تھیں۔ان میں سے سب سے اہم یہ تھا کہ انہیں ریاست کو کسی قسم کے ٹیکس دینے کی ضرورت نہیں تھی۔امراء کو بھی کئی جاگیرداری مراعات حاصل تھیں۔جن میں ایک یہ بھی تھا کہ کسان انہیں رقومات ادا کرتے اور کسانوں کو مجبور کیا جاتا تھا کہ وہ ان امراء کے گھروں، جائدادوں اور کھیتوں میں خدمات انجام دیں۔اس کے علاوہ انہیں فوجی خدمات اور سڑکوں کی تعمیر کے لیے بھی استعمال کیا جاتا تھا۔

چرچ کی جانب سے بھی کسانوں سے "Tithes" نامی ٹیکس وصول کیا جاتا تھا۔تیسرے اسٹیٹ کے تمام ارکان کو ریاست کو ٹیکس ادا کرنا پڑتا تھا۔ان میں راست ٹیکس بھی تھے جو "Taille" کہلاتا تھا اور کئی بالواسطہ ٹیکس بھی تھے جو روزمرہ کے استعمال کی اشیاء جیسے نمک،تمباکو وغیرہ پر بھی عائد کئے جاتے تھے۔اس طرح حکومت کی ساری کارکردگیوں کے لیے درکار سرمایہ تیسرے اسٹیٹ کی جانب سے ادا کردہ ٹیکس سے حاصل کیا جاتا تھا۔تیسرے اسٹیٹ کی تکالیف میں فصلوں کی ناکامی سے مزید اضافہ ہوجاتا تھا اور ان سالوں میں کسانوں اور غرباء کی تکالیف بہت زیادہ ہوگئی تھیں۔

Nobility۔اشرافیہ اور بیوروکریٹس (سرکاری عہدیداروں) کا گروہ۔

Tithes۔چرچ کی جانب سے کسانوں پر عائد کردہ ٹیکس۔جوزرعی پیداوار کا دسواں حصہ ہوتا تھا۔

Taille۔مملکت کو ادا کیا جانے والا راست ٹیکس

SCERT TELANGANA

ابھرنے والا متوسط طبقہ اور مراعات کا اختتام:

اٹھارویں صدی عیسوی میں ابھرآنے والا یہ نیا سماجی گروہ مجموعی طور پر متوسط طبقہ کہلایا۔انھوں نے بیرون ملک تجارت اور اشیاء کی تیاری مثلاً ریشم اور اوون کے ملبوسات سے اپنی دولت میں اضافہ کیا۔تاجروں اور کارخانہ داروں کے علاوہ تیسری اسٹیٹ میں پیشہ ور افراد جیسے وکیل اور انتظامی عہدیدار بھی تھے۔یہ تمام لوگ تعلیم یافتہ تھے۔ان کا ایقان تھا کہ سماج کے کسی بھی گروہ کو پیدائشی طور پر مراعات حاصل نہیں ہونا چاہیے بلکہ ایک فرد کا سماجی مرتبہ اسکی اپنی صلاحیتوں کے اعتبار سے ہونا چاہیے۔جان لاک،جین جیکس روسو جیسے مفکرین نے ایسے سماج کو تشکیل دینا چاہا جو سب کے لیے آزادی، مساوی قوانین اور مساوی مواقع پر مبنی ہو۔جان لاک نے اپنی کتاب Two Treatises of Government میں اس نظریہ کی مخالفت کی ہے کہ بادشاہوں کو مکمل اختیارات حاصل ہوں۔روسو نے اس تصور کو مزید فروغ دیا۔روسو نے خیال پیش کیا کہ حکومت،عوام اور انکے نمائندوں کے درمیان سماجی معاہدہ (Social Contract) پر مبنی ہونا چاہیے۔ماٹیسکو نے اپنی کتاب The Spirit of laws میں اختیارات کی تقسیم کے نظریے کو پیش کیا اس نے کہا حکومتی اختیارات مقنّنہ (قانون بنانے والی جماعت)، عاملہ (قانون کو نافذ کرنے والی جماعت) اور عدلیہ (انصاف کرنے والی جماعت) کے درمیان تقسیم کئے جائیں۔ انگلینڈ سے آزادی حاصل کرنے کے بعد امریکہ کی تیرہ نوآبادیوں نے اس طریقہ حکومت کو اپنایا۔امریکی دستور اور اس میں دی گئی انفرادی حقوق کی یقین دہانی فرانس کے مفکرین کے لیے ایک بہترین مثال تھے۔

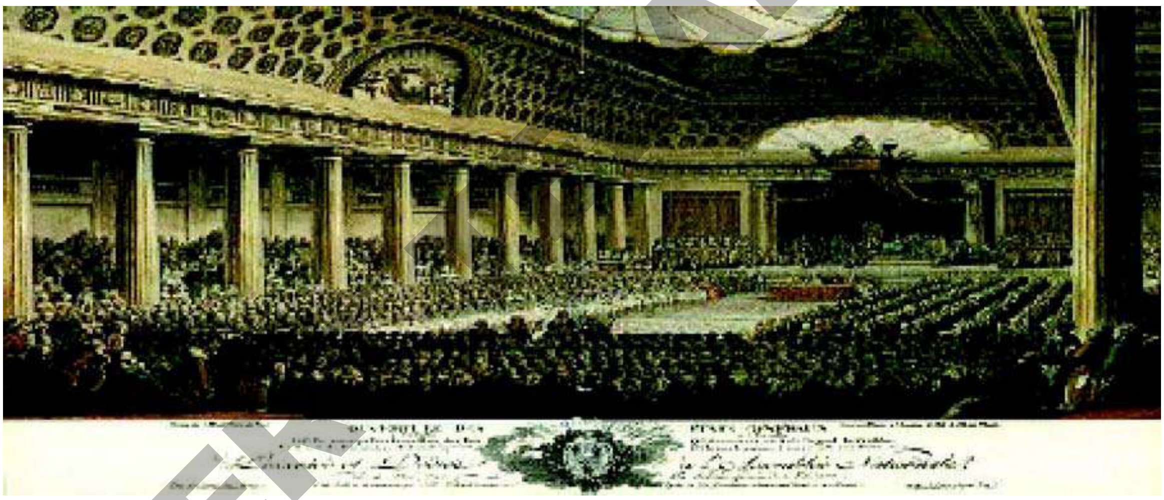

شکل 12.1 5 مئی 1789ء کو ورسیلز کے مقام پر منعقد ہونے والی اسٹیٹ جنرل رسم افتتاح

انقلاب کا آغاز (The outbreak of Revolution)

جیکس لوئی ڈیوڈ کی بنائی ہوئی ایک بڑی تصویر۔اس کو قومی اسمبلی میں آویزاں کرنے کے لیے بنایا گیا تھا 5 مئی 1789 کو لوئی سولہ نے نئے ٹیکسوں کو منظور کرانے کے لیے اسٹیٹ جنرل کا اجلاس طلب کیا۔ورسیلز کے ایک شاندار محل میں اجلاس کے انتظامات کئے گئے۔ پہلے اور دوسرے اسٹیٹ نے فی کس 300 نمائندوں کو روانہ کیا، جو اجلاس میں آمنے سامنے قطاروں میں بیٹھے ہوئے تھے۔لیکن تیسرے اسٹیٹ کی جانب سے آئے 600 نمائندوں کو پہلی اور دوسری اسٹیٹ کے قطاروں کے پیچھے کھڑے ہونے کو کہا گیا۔تیسرے اسٹیٹ کی نمائندگی ان کے خوشحال اور تعلیم یافتہ ارکان کر رہے تھے۔کسانوں، دستکاروں اور خواتین کو اجلاس میں شرکت کی اجازت نہیں دی گئی۔ البتہ ان کے مسائل اور مطالبات کو تحریر کرکے 40,000 درخواستوں کی شکل میں نمائندے اپنے ساتھ لے آئے تھے۔

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لئے ہے 2020-21
SCERT TELANGANA

ماضی میں اسٹیٹ جنرل کی ووٹنگ میں ہر اسٹیٹ کو ایک ووٹ دینے کا حق تھا۔ اس وقت بھی لوئی سولہ نے چاہا کہ اسی اصول پر عمل کیا جائے۔ لیکن تیسرے اسٹیٹ کے ارکان نے مطالبہ کیا کہ اجلاس میں ووٹنگ مجموعی طور پر کی جائے جہاں ہر رکن کو ایک ووٹ کا حاصل ہو۔ یہ ایک جمہوری اصول تھا جسے مفکرین جیسے روسو نے اپنی کتاب سماجی معاہدے (Social Contract) میں پیش کیا تھا۔ جب بادشاہ نے اس تجویز کو مسترد کر دیا تو تیسرے اسٹیٹ کے ارکان احتجاج کے طور پر اجلاس سے باہر چلے گئے۔

ٹینس کورٹ کا حلف

تیسرے اسٹیٹ کے نمائندوں نے یہ سوچا کہ وہی دراصل تمام فرانسیسی قوم کی نمائندگی کرنے والے ہیں۔ وہ 20/جون 1789ء کو ورسیلز کے ایک میدان میں ٹینس کورٹ کے ہال میں میرابو، ایب سائی آئس اور بیلی کی قیادت میں جمع ہوئے۔ انہوں نے خود کو قومی اسمبلی کی حیثیت سے اعلان کیا اور عہد کیا کہ وہ اس وقت تک وہاں سے واپس نہیں جائیں گے جب تک کہ فرانس کے لیے ایک دستور مرتب نہ کر لیں جس میں بادشاہ کے اختیارات کم کر دیے جائیں۔

جب قومی اسمبلی ورسیلز میں دستور کو مرتب کرنے میں مصروف تھی تو سارے فرانس میں ایک پریشانی اور تناؤ کی حالت تھی۔ شدید سردی کے

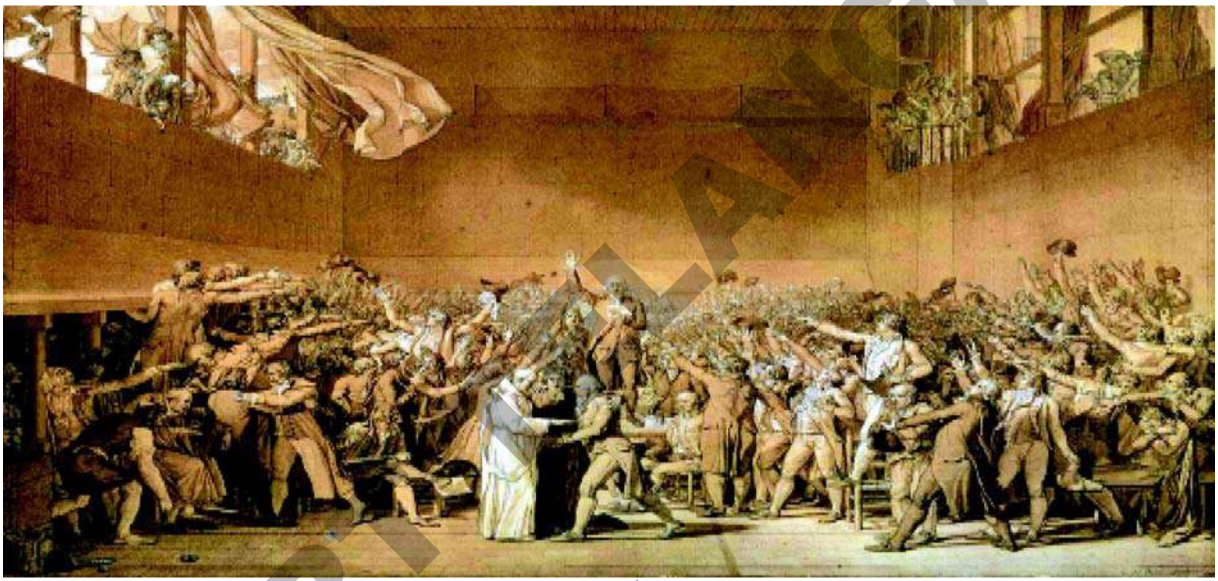

تصویر۔12.2۔ٹینس کورٹ کا حلف۔

موسم کی وجہ سے فصلیں تباہ ہوگئیں۔ جسکی وجہ سے روٹی کی قیمت بہت زیادہ ہوگئی۔ بیکری والوں نے موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے روٹی کی سپلائی کو ذخیرہ کرنا شروع کیا۔ بیکری کی دکانوں پر لوگ روٹی کی خاطر گھنٹوں انتظار میں کھڑے ہوتے۔ کافی عرصے انتظار کے بعد غصہ میں بھرے خواتین کے ہجوم دکانوں میں زبردستی گھس پڑے۔ اسی دوران بادشاہ نے فوج کو پیرس میں داخل ہونے کا حکم دیا۔ 14/جولائی کو مشتعل ہجوم نے زبردستی باسٹل کے قید خانے پر حملہ کر کے اسے تباہ کر دیا۔ یہ قید خانہ بادشاہ کی مطلق العنانیت کی علامت تھا۔ اس دن کو فرانس کے قومی دن کی حیثیت سے منایا جاتا ہے۔

باغی عوام کی طاقت اور غصہ کو دیکھتے ہوئے آخر کار لوئی سولہ نے قومی اسمبلی کو تسلیم کرنے کا اعلان کیا۔ اس نے اس بات کو بھی منظور کر لیا کہ اب سے اسکے اختیارات پر ایک دستور کے ذریعے پابندیاں عائد کی جائیں۔ 4/اگست 1789ء کو قومی اسمبلی نے ایک قانون پاس کیا جس کے ذریعے جاگیرداری نظام اور اسکے عائد کردہ ٹیکسوں اور پابندیوں کو ختم کر دیا گیا۔ اہل کلیسا کی مراعات کو بھی برخواست کر دیا گیا۔ Titthes کو برخواست کر کے کلیسا کی ملکیت میں موجود زمینوں کو ضبط کر لیا گیا۔

SCERT TELANGANA

فرانس میں دستوری بادشاہت کا قیام

قومی اسمبلی نے 1791ء میں دستور کے مسودہ کو تیار کرلیا۔اس کا بنیادی مقصد بادشاہ کے اختیارات کو محدود کرنا تھا۔اب یہ اختیارات کسی ایک فرد کے ہاتھوں میں مرکوز نہیں رہے۔انہیں اب مختلف اداروں یعنی مقنّنہ، عاملہ اور عدلیہ میں تقسیم کیا گیا۔اس سے فرانس ایک دستوری بادشاہت والا ملک بن گیا۔

1791ء کے دستور نے قومی اسمبلی کو قانون سازی کا اختیار عطا کیا۔لیکن تمام شہریوں کو ووٹ دینے کا حق نہیں تھا۔صرف سرگرم شہریوں کو ہی ووٹ دینے کا حق حاصل تھا۔سرگرم شہری سے 25 سال کی عمر والے وہ مرد تھے جو کسی مزدور کی تین دن کی اجرت کے برابر ٹیکس ادا کرتے تھے۔سرگرم شہری اپنے ووٹ کے ذریعے انتخاب کنندوں کی جماعت کا انتخاب کرتے تھے۔جسے قومی اسمبلی کو منتخب کرنے کا اختیار ہوتا تھا۔

انتخاب کنندہ بننے یا اسمبلی کا رکن بننے کے لیے ضروری تھا کہ امیدوار کثیر ٹیکس ادا کرنے والے طبقے سے ہو۔دستور کا آغاز مردوں اور شہریوں کے حقوق کے اعلامیے سے ہوتا ہے۔زندگی کے حق' تقریر کی آزادی' رات کی آزادی' قانون کی نگاہ میں برابری جیسے حقوق کو 'فطری اور ناقابل تنسیخ حقوق'، تسلیم کیا گیا تھا۔اس کا مطلب یہ تھا کہ یہ حقوق ہر فرد کو پیدائشی طور پر حاصل ہوں گے اور کسی بھی صورت میں واپس نہیں لیئے جائیں گے۔شہریوں کے ان 17 فطری حقوق کا تحفظ کرنا حکومت کا فرض منصبی ہوگا۔

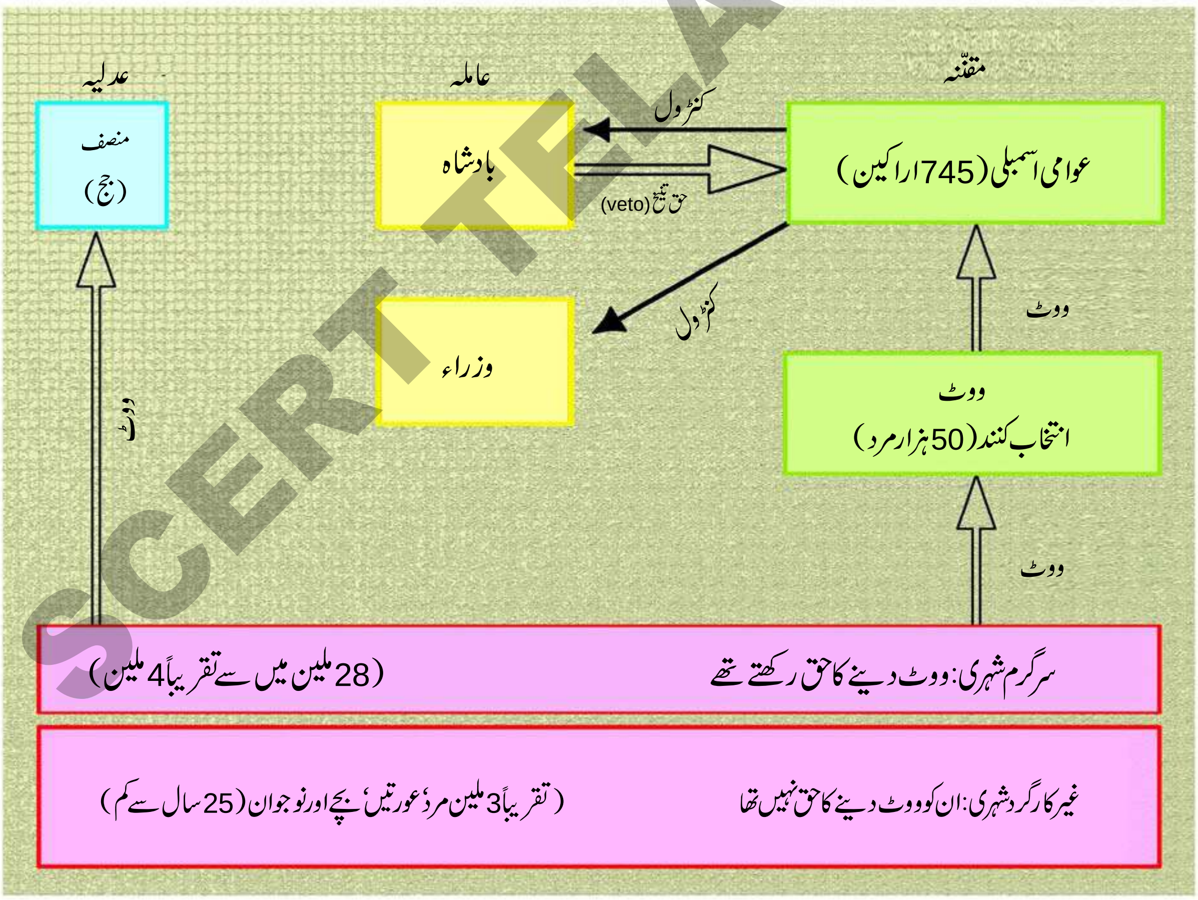

1791 کے دستور کے تحت سیاسی نظام

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لئے ہے 2020-21
SCERT TELANGANA

مرد اور شہری کے حقوق کا اعلان

1۔ لوگ آزاد پیدا ہوتے ہیں اور اپنے حقوق کے اعتبار سے آزاد اور مساوی ہوتے ہیں۔

2۔ ہر سیاسی تنظیم کا مقصد یہ ہے کہ وہ انسانوں کے قدرتی اور ناقابل تنسیخ حقوق کا تحفظ کرے۔ ان میں آزادی، جائداد، سلامتی اور ظلم کے خلاف آواز اٹھانے کا حق شامل ہیں۔

3۔ اقتدار اعلیٰ کا سرچشمہ صرف قوم ہوتی ہے۔ کوئی گروہ یا فرد کسی ایسے اختیار کا استعمال نہیں کرسکتا جس کی اجازت اسے عوام سے حاصل نہ ہو۔

4۔ آزادی سے مراد کسی ایسے کام کو کرنے کا اختیار ہے جو دوسروں کے لیے نقصان دہ نہ ہو۔

5۔ قانون کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ ایسی سرگرمیوں کی روک تھام کرے جو سماج کے لیے مضر ہوں۔

6۔ قانون دراصل عوام کی عمومی رائے کا اظہار ہے۔ تمام شہریوں کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ قانون سازی کے عمل میں بہ ذات خود یا اپنے نمائندوں کے ذریعے شرکت کریں۔ تمام شہری قانون کے آگے مساوی ہیں۔

7۔ کسی فرد کو غیر قانونی طریقہ سے ملزم قرار نہیں دیا جاسکتا، نہ ہی اسے گرفتار کیا جاسکتا ہے اور نہ حراست میں رکھا جاسکتا ہے۔

8۔ ہر شہری کو اظہار خیال، تحریر اور اشاعت کی آزادی حاصل ہے۔ لیکن ان آزادیوں کے غلط استعمال کی ذمہ داری قانوناً اسی پر عائد ہوگی۔

9۔ عوامی فوج کی تنظیم اور نظم و نسق کے اخراجات کے لیے ایک عام ٹیکس نہایت ضروری ہے۔ اسے سارے شہریوں پر انکی آمدنی کے ذرائع کے اعتبار سے مساوی طور پر عائد کیا جائے گا۔

10۔ چونکہ جائداد کا حق ایک مقدس اور ناقابل تنسیخ حق ہے اس لیے کسی کو اس سے روکا نہیں جائے گا، سوائے اس کے کہ قانونی طور پر کوئی عوامی ضرورت پیش آئے۔ اس صورت میں اس فرد کو مناسب معاوضہ پیشگی ادا کیا جانا چاہیے۔

(نوٹ:۔ مذکورہ بالا فہرست مکمل نہیں ہے، بلکہ صرف دس منتخب نکات کو یہاں درج کیا گیا ہے)

مصلحین کا خیال تھا کہ انقلاب کو جاری رہنا چاہیے کیوں کہ 1791ء کے دستور نے صرف سماج کے دولت مند طبقات کو ہی سیاسی حقوق عطا کئے ہیں۔ لوگ سیاسی انجمنوں (کلبوں) میں جمع ہو کر حکومت کے پالیسیوں پر بحث کرنے اور اپنے لیے آئندہ کا لائحۂ عمل طے کرنے لگے۔ ان کلبوں میں سب سے کامیاب کلب جاکوبن کلب تھا، یہ نام پیرس میں ایک سابقہ پادری سینٹ جیکب کے نام پر رکھا گیا تھا۔
جاکوبن کلب کے ارکان کا تعلق سماج کے کم دولت مند طبقوں سے تھا۔ ان میں چھوٹے دکاندار، دستکار، جیسے موچی، بیکرس، گھڑی ساز، پرنٹرس، دیگر ملازمین اور روزانہ اجرت پر کام کرنے والے مزدور شامل تھے۔ ان کا قائد Maximilian Robespierre تھا۔

SCERT TELANGANA

1792ء کے موسم گرما میں جاکوبن کلب کے ارکان نے پیرس میں بڑے پیمانے پر بغاوت کا منصوبہ بنایا۔ پیرس کے عوام غذائی اشیاء کی قلت اور قیمتوں میں اضافہ سے ناراض تھے۔ 10/ اگست کی صبح کو پیرس کے لوگ Tuileries کے محل میں زبردستی داخل ہو گئے، بادشاہ کے محافظوں کا قتل کر دیا اور بادشاہ کو کئی گھنٹوں تک یرغمال بنالیا۔ بعد میں قومی اسمبلی نے شاہی خاندان کو قید کرنے کا فیصلہ کیا۔ انتخابات منعقد کئے گئے۔ اس کے بعد سے 21 سال کی عمر یا اس سے زائد کے تمام مردوں کو دولت کے امتیاز کے بغیر ووٹ دینے کا حق عطا کیا گیا۔

اس منتخب کردہ نئی اسمبلی کو کنونشن کا نام دیا گیا۔ گرانڈٹس، جاکوبنس اور عوام اس نئی اسمبلی کے اراکین تھے۔ 21 ستمبر 1792ء کو کنونشن نے بادشاہت کو منسوخ کر دیا اور فرانس کا ایک جمہوریہ کی حیثیت سے اعلان کیا گیا۔ آپ جانتے ہیں کہ ایک جمہوریہ سے مراد ایسی طرز حکومت ہے جہاں حکومت اور ملک کے سربراہ کا انتخاب عوام کرتے ہیں۔ لوئی سولہ اور میری انٹونیٹ کو عدالت نے غداری کے جرم میں سزائے موت دی۔

دہشت کا دور

1793ء سے لے کر 1794ء کا عرصہ دہشت کے دور سے جانا جاتا ہے۔ رابس پائیر نے، جو جاکوبن کلب کا قائد تھا سخت نگرانی اور سزاؤں کی پالیسی پر عمل کیا۔ اس نے ان تمام افراد کو گرفتار کیا، قید میں ڈالا اور سزائیں دی جو اس کی نظر میں جمہوریہ کے دشمن تھے۔ ان میں سابقہ امراء اور اہل کلیسا، دیگر سیاسی پارٹیوں کے ارکان اور یہاں تک کہ خود اسکی پارٹی کے ارکان بھی تھے جو اس کے طریقہ کار سے اتفاق نہیں رکھتے تھے۔ اگر عدالت انہیں مجرم قرار دیتی تو ان کی گردنیں اڑا دی جاتیں۔

تصویر۔12.3۔ گلٹن

رابس پائیر کی حکومت نے اجرتوں اور قیمتوں کے حد کا تعین کرتے ہوئے قوانین منظور کئے۔ تمام لوگوں کو کھانے کے لیے روٹی اور گوشت کی بھی ایک مقدار متعین کر دی گئی۔ کسانوں کو مجبور کیا جاتا تھا کہ وہ اپنی غذائی اجناس کی پیداوار کو شہروں کو روانہ کریں اور حکومت کی طے کردہ قیمتوں پر فروخت کریں۔ مہنگے سفید آٹے کے استعمال پر پابندی عائد کر دی گئی۔ تمام شہریوں کو مساوی روٹی کھانے کے لیے کہا گیا، جو گیہوں کے آٹے کی بنی ہوتی تھی۔ چرچوں کو بند کر دیا گیا اور انکی عمارتوں کو فوجیوں کے بیرکوں یا دفاتر کے لیے استعمال کیا جانے لگا۔ روبس پائیر نے اپنی پالیسیوں کو اتنی سختی سے روبہ عمل لایا کہ خود اسکی حمایت کرنے والے بھی اس سے پالیسیوں میں نرمی لانے کی مانگ کرنے لگے۔ آخرکار، جولائی 1794ء میں عدالت نے روبس پائیر کو مجرم قرار دیا، اسے گرفتار کیا گیا اور اس کی گردن اڑا دی گئی۔

خواتین اور فرانس کا انقلاب

خواتین ابتداء ہی سے ان واقعات میں سرگرم شرکت کرتی رہی جنھوں نے فرانس کے سماج میں اہم تبدیلیاں پیدا کیں۔ ان خواتین نے امید کی کہ انکی سرگرم شرکت کی وجہہ سے انقلابی حکومت خواتین کی زندگیوں میں بہتری لانے کے اقدامات کرنے پر مجبور ہوگی۔ تیسرے اسٹیٹ کی اکثر خواتین کو زندگی بسر کرنے کے لیے کام کرنا پڑتا تھا۔ اپنی صدا بلند کرنے کے لئے خواتین نے اپنے خود کے سیاسی کلبس اور اخبارات کا آغاز کیا۔ ان کا اہم مقصد یہ تھا مردوں کو حاصل سیاسی حقوق خواتین کو بھی حاصل ہوں۔ 1791ء میں دستور نے انہیں غیر متحرک شہری بنایا۔ جس سے وہ مایوسی کا شکار ہوگئیں۔ انہوں نے ووٹ کے استعمال کا حق، اسمبلی کے لیے مقابلہ کا حق اور سیاسی عہدہ حاصل کرنے کے حق کا مطالبہ کیا۔

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لئے ہے 2020-21
SCERT TELANGANA

1781	فرانس نے برطانیہ کے خلاف امریکی نوآبادیوں کی مدد کی
1789	اسٹیٹس جنرل کا اجلاس، نئے ٹیکسوں کی تجویز، ٹینس کورٹ کا عہد
1791	فرانس میں دستوری بادشاہت کا قیام، مرد اور شہریوں کے حقوق کا اعلان
1793-1794	دہشت کا دور
1799-1805	نپولین کی حکمرانی بحیثیت مشیر اول
1806-1815	بادشاہ کی حیثیت سے نپولین کی حکمرانی
1815	ویانا کانفرنس،
1871	فرانس ایک جمہوریہ بن گیا
1871	جرمنی کا اتحاد
1871	اطالیہ کا اتحاد

فرانس کے انقلاب کا ایک خاکہ

ووٹ کے حق اور مساوی اجرتوں کے لیے خواتین کی تحریکیں آئندہ دو سو سال تک دنیا کے کئی ممالک میں جاری رہیں۔ حق رائے دہی کی بین الاقوامی تحریک کے ذریعے انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کے ابتداء میں ووٹ کے حق کے لیے جدوجہد جاری رہی۔ انقلاب کے سالوں میں فرانسیسی خواتین کی سیاسی سرگرمیاں دنیا بھر میں خواتین کے لیے تحریک کا باعث بنیں۔ آخر کار 1946ء میں فرانس کی خواتین کو ووٹ ڈالنے کا حق دیا گیا۔

نظامت کی حکومت: نپولین نے اقتدار حاصل کرلیا

قومی کنونشن میں ایک دستور ترتیب دیا جو کہ ایک نظامت کی تشکیل کا سبب بنا جو کہ پانچ ارکان عاملہ پر مشتمل تھی۔ تاکہ فرانس پر حکومت کر سکے۔ یہ تمام ارکان نا قابل، رشوت خور اور عدم اتحاد کا شکار تھے۔ انہوں نے عوام میں اپنی مقبولیت کو کھو دیا۔ حکومتی خزانہ کالی ہو چکا تھا۔ روپئے کی قدر سو فیصد تک گھٹ گئی تھی۔ عوام جو مختلف سیاست میں الجھے ہوئے تھے ایسے قائد کی تلاش میں تھے جو کہ انقلاب کی حفاظت کر سکے اور ملک کی قیادت کر سکے۔ نپولین بوناپارٹ جس نے فرانس میں متعدد فتوحات حاصل کیں تھیں ایسا شخص قرار دیا گیا جس پر امید کی جا سکے۔ بالآخر نپولین نے ایب سائس کی مدد سے اقتدار حاصل کرلیا، اُس نے ایک نئی حکومت تشکیل دی جو کہ سفارت خانہ کہلائی اُس نے 1799ء سے 1804ء پانچ سال تک پہلے سفارت کار کی حیثیت سے حکومت کی بعد میں اُس نے اپنے آپ کو فرانس کا شہنشاہ قرار دیا اور آئندہ 10 سال 1805ء

SCERT TELANGANA

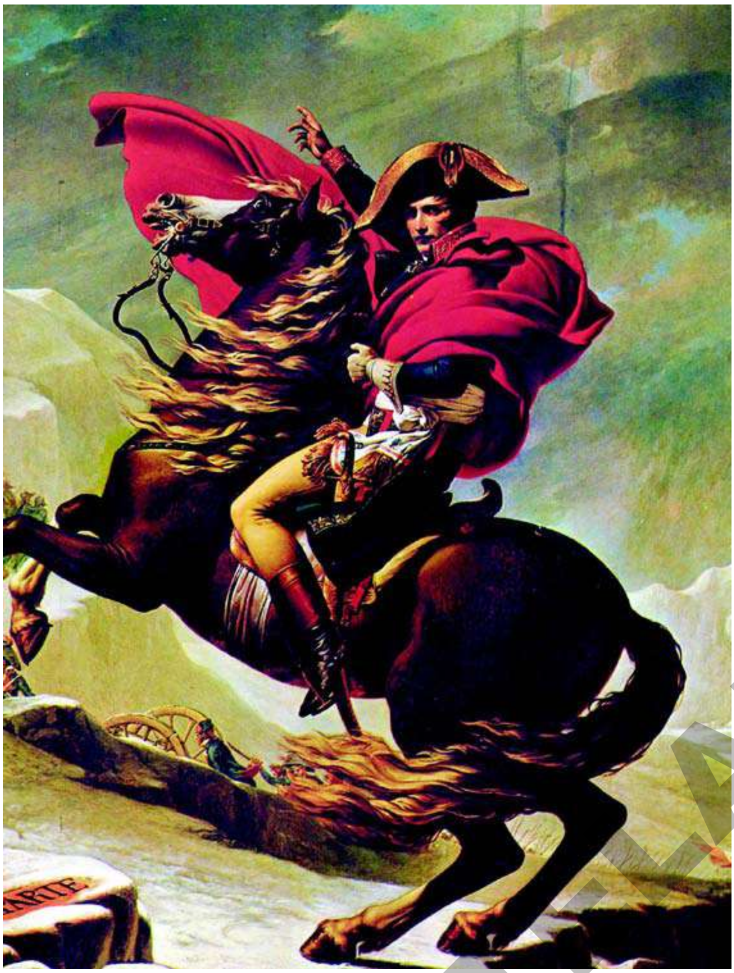

تصویر۔12.4: نپولین بوناپارٹ

سے 1815ء تک حکومت کی۔

سیاسی اور دستوری تبدیلیاں واقع ہوئیں کیوں کہ انقلاب فرانس نے شہنشاہیت سے فرانسیسی عوام کو اقتدار کی منتقلی میں مدد کی، جب نپولین برسر اقتدار ہوا وہ پیچھے کی طرف ایک قدم تھا گوکہ اُس نے اقتدار بنالیا تھا لیکن وہ عوام کے جمہوری جذبہ کو نہیں نکال سکا۔

1815ء میں جب نپولین نے جنگ واٹرلو (water-loo) میں شکست کھائی فرانس میں دوبارہ شہنشاہیت کا احیاء ہوا۔ تشکیل حکومت میں یہ ساری تبدیلیوں کے ذریعہ سے آزادی کا فلسفہ مساوات اور بھائی چارگی کے جذبے نے عوام کے اندر تحریک پیدا کردی۔ ان فلسفوں نے فرانس اور تمام یورپ میں آنے والی صدی میں سیاسی تحریکات کی طرف راغب کیا۔ نپولین کے اقتدار میں فرانس عروج پر پہنچ گیا۔ اُس نے یورپ کے آسٹریا اور پروشیا کو شکست دی اس نے اسپین اور پرتگال کو شکست دی اور پرتگال پر قبضہ کرلیا۔ ان فتوحات کے ذریعہ سے نپولین شہنشاہ بن گیا۔ 1810ء تک ترک سلطنت اور برطانیہ کو چھوڑ کر تمام یورپ اُس کے ماتحت آ گیا۔

ساری شہنشاہی طاقتیں برطانیہ کی سرپرستی میں ایک معاہدے میں آ گئیں تاکہ نپولین کو شکست دی جاسکے۔ بہت کوششوں کے بعد یہ اتحاد 1815ء میں جنگ واٹرلو (water-loo) میں نپولین کو شکست دے سکا۔

اُسی سال ویانا کانگریس نے آسٹریا کے وزیراعظم میٹرنک کی صدارت میں یورپ کے سیاسی ڈھانچے کو تبدیل کردیا۔ کئی سلطنتوں میں شہنشاہیت بحال کردی گئی۔ لوئی 18 کو فرانس کا بادشاہ منتخب کیا گیا۔ چارلس دہم کو اُس کا جانشین بنایا گیا۔ اُس نے فرانس کے امرا اور اہل کلیسا کے خصوصی حقوق کے احیا کی کوشش کی، اُس نے نمائندہ ایوان اور صحافت کی آزادی کو برخواست کردیا۔ غرض 1830ء میں انقلاب واقع ہوا اور اُس کے قریبی رشتہ دار لوئی فلپ کو بادشاہ مقرر کیا گیا۔ اور وہ اُن اصلاحات کو لانے میں ناکام رہا جو عوام چاہتے تھے۔ اُس نے مصلحین کے اجتماع کو اپنے خلاف سازش سمجھتے ہوئے ممنوع قرار دیا چونکہ احتجاج پر تشدد ہو گیا تھا۔ ایک اور انقلاب 1848ء میں شروع ہوا اور لوئی فلپ فرانس سے فرار ہو گیا۔ بعد میں انقلابیوں نے فرانس کو دوسرا جمہوریہ قرار دیا۔ گوکہ 1848ء میں شہنشاہیت ختم کردی گئی تھی۔ وہ نپولین سوم کے

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لئے ہے 2020-21
SCERT TELANGANA

نقشہ:2۔1815ء میں کانگریس آف ویانا کے بعد یورپ کا نقشہ

دور میں دوبارہ لادی گئیں۔ لیون گیامبیٹا کی قیادت میں تیسری مرتبہ فرانس کو جمہوریہ قرار دیا گیا۔

جرمنی کا اتحاد (Unification of Germany)

انیسویں صدی تک جرمنی کئی چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں منقسم تھا کسی زمانے میں وہ مقدس یونانی سلطنت کا حصہ تھے 1806ء میں فرانس کے حاکم نپولین نے انھیں فتح کیا اور ایک 39 سلطنتوں پر مشتمل رہائن وفاق کا قیام عمل میں لایا پہلی مرتبہ یہ سلطنتیں ایک حاکم کے زیر حکومت تھیں اسی لئے جرمنی کے لوگوں میں قومی نظریات تشکیل پا گئے۔ وہ ایک قوم کی حیثیت سے رہنا چاہتے تھے اُس وقت جب آزادی پسند، قدامت پسند، اور محبّ وطن لوگوں نے قوم پرستی کا مزہ چکھا لیکن ویانا کانگریس نے نپولین کے زوال کے بعد سابق کی طرح ان سلطنتوں کا احیا کیا ایک چنگی محصول کی انجمن ''زولووِیرین'' نے ان ممالک میں آزادانہ تجارت ورمعاشی تعاون کے سلسلہ میں چند اصول وضوابط مرتب کئے جرمن کی عوام میں اس کی وجہ سے اتحاد کا احساس ہوا یہ معاشی تعاون جرمنی کے اتحاد میں سیاسی اتحاد جو یکجا کرنے کے لیے پہلا قدم چابت ہوا۔

> ☆ آپ یہ کس طرح سمجھ سکتے ہیں کہ نپولین کی فتوحات اُن ممالک میں قومیت پسندی کے اُبھرنے میں مددگار ثابت ہوئیں۔

پروشیا جو کہ جرمن سلطنت کی سب سے بڑی سلطنت تھی اُس کے حکمران ولیم اول اور اُس کے نگران کار بسمارک نے 7 برسوں میں تین جنگوں کے ذریعہ سے جرمنی کے اتحاد کو ممکن بنایا۔ بسمارک نے ''لہو اور آہن'' کی پالیسی اختیار کی اُس نے تمام شہریوں کے لیے فوجی خدمات کو لازمی قرار دیا اُسنے فوجی قوت کو مضبوط کیا آسٹریا کو تنہا کر دیا، ہالینڈ اور فرانس کو اپنی سیاسی چالوں کے ذریعہ سے شکست دی۔

تصویر12.5: بسمارک

ڈنمارک سے جنگ (War with Denmark)

بسمارک کو پروشیا میں قومی احساسات جگانے کا پہلا موقع ڈنمارک سے متعلق شیلزوگ اور ہولسٹین کے مسئلے سے حاصل ہوا۔ یہ دونوں ریاستیں جرمنی کے شمال میں ڈنمارک سے متحد تھیں انہوں نے گزشتہ 400 برسوں سے آزادانہ وجود کو برقرار رکھا۔ جرمنی کے عوام اُن دونوں ریاستوں کو اپنے قبضے میں رکھنا چاہتے تھے باوجود اس کے کہ وہ دشمن تھا بسمارک نے آسٹریا سے مدد کی درخواست کی۔

آسٹریا اور پروشیا کی متحد فوجوں نے ڈنمارک کو شکست دی اور دونوں ہی آسٹریا اور پروشیا کی دیکھ بھال پر مامور تھے۔ اگست 1865ء میں آسٹریا کو ہولسٹین پر کنٹرول دیا گیا اور شیلزوگ پروشیا کو نظم و نسق کے لیے دیا گیا۔

آسٹریا اور پروشیا کی جنگ (Austro - Prussian War)

بسمارک نے بہت ہی محتاط اور ماہرانہ انداز میں آسٹریا اور پروشیا کے درمیان جنگ چھیڑ دی وہ آسٹریا کو تنہا اور بنا دوستوں کے کر دینا چاہتا تھا۔ وہ پہلے ہی سے روس سے دوستی کر چکا تھا، اُس نے فرانس کے نپولین سے دوستی کی اور اُس سے آسٹریا اور پروشیا کی جنگ کی صورت میں غیر جانبداری کی درخواست کی اس کے بدلے میں بسمارک نے فرانس سے وعدہ کیا کہ وہ رہائن کی طرف فرانس کی توسیع کو قبول کرلے اس نے اطالیہ کی تائید حاصل کرلی تکہ وینیشیاء کو آسٹریا پر پروشیا کی فتح کی صورت میں اطالیہ کو دیا جا سکے۔

جب آسٹریا نے جرمن کے سامنے شیلزوگ اور ہولسٹین کا مسئلہ اٹھایا تو اُس پر بسمارک نے اعتراض کیا اور اس کو آسٹریا کی عہد شکنی سے تعبیر کیا اُس نے پروشیا کی افواج کو ہولسٹین میں روانہ کیا۔ آسٹریا نے پروشیا کو حملہ آور قرار دیتے ہوئے وفاقی اسمبلی کو کروشیا کے خلاف وفاقی فوج روانہ کرنے کی درخواست کی۔

SCERT TELANGANA

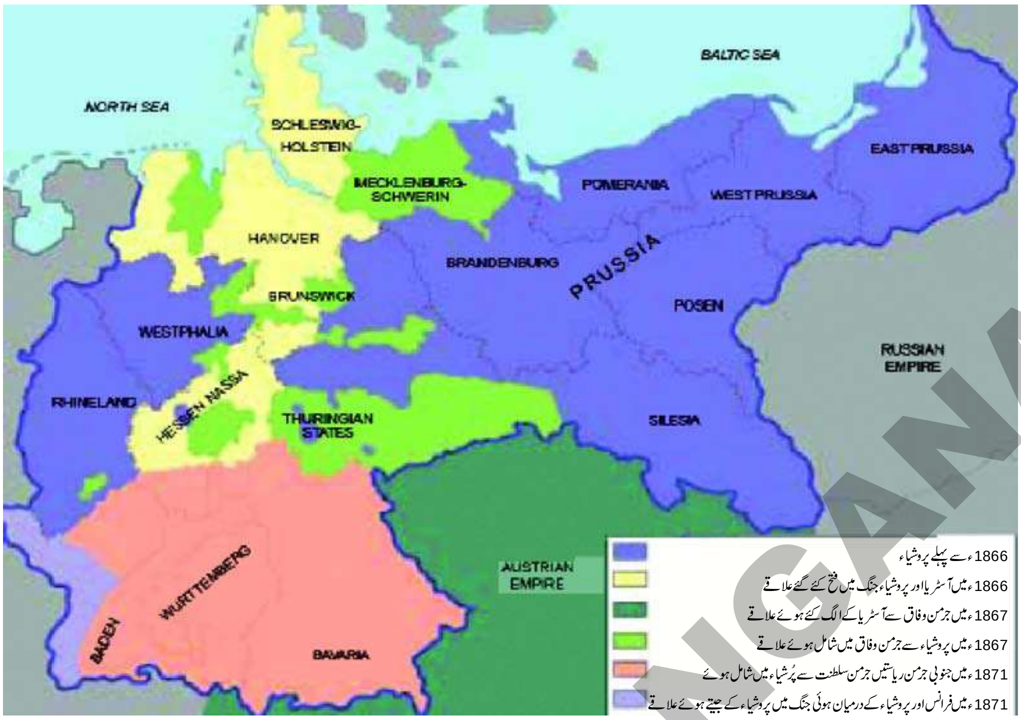

نقشہ:3۔جرمنی کا اتحاد(1866ء ۔1871ء)

3/جولائی 1866ء کو ایک جنگ چھڑی آسٹریا کو پروشیا کے ہاتھوں شکست ہوئی، آسٹریا کو پیچھے ہٹنا پڑا، ایک لاکھ پچاس ہزار آسٹریا کے سپاہیوں کو اطالیہ کے خلاف وینشیا کا دفاع کرنے کے لیے بھیجا گیا غرض افواج کی تقسیم ہونے کی وجہ سے سدووا میں اُسے شکست ہوگئی۔ کروشیا نے ویانا کی طرف پیش قدمی کی شیلزوگ، ہولسٹین، ہانووربیسی کیاسل، ہیسی ڈارم، اسٹاٹ اور فرینکفرٹ کو پروشیا میں ضم کر دیا گیا یہ تمام شمالی وفاقی جرمنی کے حصے تھے جنوب کی ریاستیں باویریہ، بیادن، رٹن برگ اور ہیسی ڈارم اسٹاٹ نے اپنی آزادی کو برقرار رکھا۔ یہ ریاستیں فرانس کے نپولین سوم سے خوفزدہ تھیں کو رہائن تک توسیع چاہتا تھا۔

فرانس اور پروشیا کی جنگ (Franco - Prussian War)

نپولین سوم فرانس کے بادشاہ نے اپنی حالت کو کمزور پایا وہ آسٹریا اور کروشیا کے درمیان ہوئی جنگ سے فائدہ اُٹھانا چاہتا تھا اپنے آپ کو بچانے کے لیے نپولین سوم نے آسٹریا اور پروشیا کے درمیان ہوئی جنگ میں اپنی غیر جانبداری کا معاوضہ دینے کا مطالبہ کیا بسمارک نے نپولین سوم کو ایک مبہم وعدہ رہائن کی جانب توسیع کے بارے میں کیا لیکن بسمارک نے فرانس کو کسی معاوضہ کی پیشکش کا ارادہ نہیں کیا اب نپولین کے لیے ایک ہی راستہ کھلا ہوا تھا اور وہ تھا جنگ۔ بسمارک بھی فرانس سے جنگ کرنا چاہتا تھا اُس نے سوچا کہ فرانس جرمن اتحاد کو قبول اور برداشت نہیں کریگا، غرض بسمارک فرانس سے جنگ چاہتا تھا فرانس اور پروشیا جنگ پر آمادہ تھے حکومتیں بھی اُس جانب کام کر رہی تھیں۔ جنگ کی فوری وجہ اسپین کی جانشینی تھی۔

SCERT TELANGANA

1863ء میں اسپین کے لوگ اپنے بادشاہوں سے اکتا گئے تھے۔ ازابیلا اُس کے تخت سے اُتار دیا گیا اور اُسے لیو پولڈ کو پیش کیا گیا۔ جو کہ پروشیا کے بادشاہ کا قریبی رشتہ دار تھا۔ جس کے لئے فرانسیسیوں نے شدید اعتراضات پیش کئے اُسی وجہ سے لیو پولڈ نے اس پیش کش کو ٹھکرا دیا لیکن نپولین سوم اس سے مطمئن نہیں تھا اور وہ پروشیا کے حکمران سے اسپین کی جانشینی کے معاملہ میں مداخلت نہ کرنے کا عہد لینا چاہتا تھا لیکن پروشیا کے بادشاہ نے نپولین سوم کی خواہش کو رد کر دیا اور یہ سارا پیغام اُس نے ٹیلی گرام کے ذریعہ سے شہر ایمس سے بسمارک کو روانہ کیا جو کہ برلن میں مقیم تھا۔ ٹیلی گرام کے مواد کو بسمارک نے کچھ اس طریقہ سے تبدیل کر دیا کہ وہ فرانس اور پروشیا کے عوام میں نفرت پیدا کرنے کا باعث بنا۔ اس کا نتیجہ فرانس اور پروشیا کی جنگ کی صورت میں ظاہر ہوا۔ یہ جنگ 6 مہینے تک جاری رہی پروشیا کی افواج نے فرانس کے افواج کو شکست دے دی، نپولین سوم جو کہ کئی جنگوں میں شدید نقصان اُٹھا چکا تھا پروشیا کی افواج کو ایک لاکھ سپاہیوں کے ساتھ اپنے آپ کو سپرد کر دیا۔

> ☆ بسمارک کی جانب سے بنائی گئی سیاسی چال کے کیا نتائج ہو سکتے تھے؟

فاتح پروشیائی فرانس کے صدر مقام پیرس میں داخل ہوئے اور انہوں نے متحدہ جرمنی کا اعلان کر دیا اور ولیم اول کو متحدہ جرمنی کے پہلے بادشاہ کی حیثیت سے تاج پوشی کی۔ فرانس اور پروشیا کی جنگ کا خاتمہ فرانکفرٹ معاہدے پر دستخط کے ذریعہ ہوا۔

اس معاہدے کی رو سے ایلس اور لورین جرمنی کو دیئے گئے غرض اس طرح سے جرمنی کا اتحاد 1871ء تک پائے تکمیل کو پہنچا۔

اطالیہ کا اتحاد (Unification of Italy)

جرمنی کی طرح اطالیہ بھی چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں سیاسی طور پر منقسم ہونے کی طویل تاریخ رکھتا تھا۔ اطالیہ کئی خاندانی ریاستوں کے علاوہ ہمہ لسانی ریاست ہبسبرگ میں منقسم تھا۔ انیسویں صدی کے وسط میں اطالیہ سات ریاستوں میں منقسم تھا جن میں سے ایک سارڈینا پیڈمونٹ بھی تھی جس پر ایک اطالوی شاہی خاندان حکومت کرتا تھا۔

شمال کا خطہ آسٹریائی ہبسبرگ حکومت کے تحت تھا، وسطی حصہ پر پوپ کی حکمرانی تھی اور جنوبی حصے پر اسپین کے بوربن بادشاہوں کا غلبہ تھا۔ اس وقت تک اطالوی زبان ایک مشترک شکل نہیں رکھتی تھی بلکہ کئی علاقائی اور مقامی اختلافات رکھتی تھی۔

1830ء میں جوزف میزنی نے اطالیہ کو ایک متحدہ جمہوری اطالیہ بنانے کی کوششوں کا آغاز کیا۔ اس نے اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ایک خفیہ تنظیم بھی قائم کی جو نوجوان اطالیہ (Young Italy) کہلاتی تھی۔ لیکن 1831ء اور 1848ء انقلابات ناکام ہوئے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ اب سارڈینا پیڈمونٹ ریاست اپنے بادشاہ وکٹر ایمانیول دوم کی قیادت میں جنگ کے ذریعے اطالیہ کے اتحاد کو مکمل کرے۔ اس خطہ کے حکمران طبقے یہ خیال کرتے تھے کہ اگر اطالیہ کا اتحاد ہو جائے تو انہیں مزید سیاسی طاقت اور معاشی ترقی حاصل ہوگی۔

SCERT TELANGANA

نقشہ۔4: 1858ء میں اطالوی ریاستیں، اتحاد سے پہلے

SCERT TELANGANA

وزیراعظم کیاور جس نے اطالوی اتحاد تحریک کی قیادت کی تھی فرانس سے ایک دانشمندانہ معاہدہ کیا جسے اُس نے تیار کیا تھا۔ جس کے نتیجہ میں سارڈینیا - پیڈمونٹ 1859ء میں آسٹریا کی افواج کو شکست دینے میں کامیاب ہوگئیں۔ 1860ء میں باقاعدہ افواج کے علاوہ ایک بڑی تعداد میں مسلح رضا کار جو کہ سرخ قمیض (red Shirts) کہلاتے تھے۔ جوزف گیری والڈی کی قیادت میں جنوبی اٹلی اور حکومت سسلی میں داخل ہوئے انہوں نے مقامی کسانوں کی مدد سے اسپینی حکمرانوں کو مار بھگایا جب فرانس 1870ء میں فرانس اور کروشیا کی جنگ میں اپنی افواج کو روم سے ہٹالیا تو وکٹر ایمانیول دوم نے اس پر قبضہ کرلیا اور اطالیہ کے اتحاد کو مکمل کیا۔ 1871ء میں وکتر ایمانیول دوم نے خود کو متحدہ اطالیہ کے بادشاہ کی حیثیت سے اعلان کردیا۔

کلیدی الفاظ

1۔شاندارانقلاب 2۔ الوہی حق 3۔حریت پسندی 4۔ شہنشاہیت
5۔قومیت پسندی 6۔ اخوت 7۔ مطلق العنانی 8۔ تخیل پسندی (رومانیت)
9۔ نظامت

اپنی معلومات میں اضافہ کیجئے۔

1۔ مندرجہ ذیل کے بیان کے سیاق وسباق میں ملک کی نشاندہی کیجئے۔(برطانیہ٬امریکہ٬فرانس)ایسا انقلاب کے ذریعے پارلیمانی نظام متعارف کیا گیا۔
☆ ایسا ملک جہاں انقلاب کے بعد بھی بادشاہ کا کچھ کردار رہا۔
☆ ایسا ملک جہاں دوسرے ملک کے خلاف جنگ کی گئی تا کہ وہاں جمہوریت قائم کی جا سکے۔
☆ حقوق کا بل منظور کیا گیا
☆ بادشاہت کا تختہ اُلٹ دینے کی تحریک کی کسانوں نے قیادت کی۔
☆ مرد اور شہریوں کے حقوق کے اعلان نامہ کو اپنایا گیا۔

2۔ ان واقعات کو قلم بند کیجئے جن سے فرانس میں انقلابی احتجاج کی شروعات ہوئی؟

3۔ بنیادی حقوق پر سبق کی تکمیل کے بعد جمہوری حقوق کی ایک فہرست مرتب کیجئے؟ اوران حقوق کی نشاندہی کیجئے جن سے ہم آج استفادہ کرتے ہیں اورجن کا ماخذ فرانسیسی انقلاب میں مضمر ہے؟

4۔ کیا آپ اس خیال سے متفق ہیں کہ عالمی حقوق کے اعلان میں تضادات ہیں؟

5۔ امریکی نوآبادیوں کو ''بغیر نمائندگی کے محصول کی ادائیگی نہیں'' کا نعرہ کیوں بلند کرنا پڑا؟

6۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ فرانسیسی انقلاب میں خواتین کا کردار کیا تھا؟

7۔ صفحہ نمبر 158 پر ''دہشت کا دور'' کے پیراگراف کا مطالعہ کرکے اپنے خیالات کا ظہار کیجیے۔

8۔ جرمنی کے اتحاد کے طریقہ کار کی مختصراً وضاحت کیجیے۔

9۔ یورپ کے نقشے میں انگلینڈ٬ فرانس٬ روس٬ آسٹریا کی نشاندہی کیجیے۔

منصوبہ

1۔ امریکی اور فرانسیسی انقلاب میں کلیدی کردار ادا کرنے والی مختلف شخصیتوں کے بارے میں معلومات اکٹھا کیجئے۔ان میں کس شخصیت نے آپ کو زیادہ متاثر کیا ہے اور کیوں؟ اس پر ایک پیراگراف لکھئے۔

SCERT TELANGANA